ریاست ہائے متحدہ امریکہ: "سیکولر" حکمرانوں کو اپنے ملک میں "بنیاد پرستی" کا سامنا ہے۔

Americans United for Separation of Church and State [ریاست اور مذہب کی علیحدگی کے لیے متحد امریکی] نامی تنظیم کی ۴۵ویں قومی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ایک عالم مارٹن۔ای۔مارٹی نے کہا کہ بدلتے ہوئے رجحانات کا جائزہ لینے والوں اور اہل تحقیق کو بنیاد پرستی کی حالیہ برسوں میں مقبولیت نے پریشان کر دیا ہے۔ تیس برس پہلے تک کسی کے وہم و گمان میں نہ تھا کہ بین الاقوامی تعلقات میں بنیاد پرستی کا کردار اس قدر اہم ہوگا۔ اہل تحقیق کا خیال تھا کہ مذہبی اثرات وقت کے ساتھ کمزور ہوتے جائیں گے۔

جناب مارٹن۔ای۔مارٹی نے یہ بات زور دے کر کہی کہ امریکہ کے لوگوں کو "بنیاد پرستی" کے عمل کو سمجھنا چاہیے اور اس کے خصائص سے آگاہ ہونا چاہیے کیوں کہ بنیاد پرستی روز بروز مقبول تر ہو رہی ہے۔ سیکولر اہل امریکہ کے لیے اس رجحان کو سمجھنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ امریکی بنیاد پرستوں نے ریاست اور مذہب کی علیحدگی کے اپنے تصوّر کو ترک کر دیا ہے اور اب اُن کی کوشش ہے کہ جس قدر ممکن ہو، زیادہ سے زیادہ معاشرتی اداروں پر کنٹرول حاصل کر لیں۔ جناب مارٹن۔ای۔مارٹی نے مزید کہا کہ "اُن کی اکثریت ریاست و سیاست پر کنٹرول کی خواہش رکھتی ہے، جس کا مطلب ہے کہ ریاست و سیاست کے نظام کو بدل دیا جائے۔ ایک مذہب کو مراعات حاصل ہوں اور باقی نظر انداز کر دیے جائیں۔" (رپورٹ: چرچ اینڈ اسٹیٹ)

متفرق

بحیرہ مُردار کے طومار

"بحیرہ مردار کے طومار" کے زیر عنوان گزشتہ شمارے میں ایک مضمونچہ شائع ہوا تھا۔ حالیہ بحث و مباحثہ طوماروں سے دلچسپی کا باعث بنا ہے۔ ماہنامہ The Plain Truth (کیلی فورنیا) کی رپورٹ کے مطابق یونیورسٹی آف شکاگو کے پروفیسر نورمن گولب کے بقول "حقیقی مباحثہ تو اب شروع ہوا

ہے۔" (شمارہ بابت مارچ ۱۹۹۳ء) ایک اور اطلاع کے مطابق ہالینڈ کے مشہور اشاعتی ادارے ای - جے - برل نے بحیرۂ مردار کے طوماروں کا ایک مائکروفش (Microfiche) ایڈیشن گزشتہ سال جاری کیا تھا جو ۲۸۵ امریکی ڈالر میں دستیاب ہے۔ اس ایڈیشن میں طوماروں کے بعض وہ ٹکڑے بھی شامل ہیں جو پہلے عام آدمی کے سامنے نہیں آئے تھے۔ اس مائکروفش اشاعت کے مشمولات کی تصدیق اسرائیل کے محکمہ آثارِ قدیمہ نے کی ہے۔

اسلام سے کس طرح نبٹا جائے؟ ــــ مسیحی اہلِ دانش کا غور و خوض

اس "دور میں جب آزادی عام ہو رہی ہے "مسلم مفکرین اور زعماء رجوع الی الاسلام کو "اقتصادی مسائل سے نجات کا ذریعہ" سمجھتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار پاکستان میں کام کرنے والے ایک سابق مشنری اور "زویمر انسٹی ٹیوٹ آف مسلم اسٹڈیز" کے بانی ڈائریکٹر جناب میک کرتی نے کیا ہے۔

"اسلام اور جمہوریت" کے موضوع پر ایک کتاب میں جو ۱۵ مئی ۱۹۹۲ء کو منعقدہ ایک روزہ سیمینار کے مباحث کی تلخیص پر مشتمل ہے، جناب میک کرتی نے اُردن، افغانستان، الجزائر، ایران، پاکستان، ترکی، تیونس، سعودی عرب، سوڈان، شام، عراق، لبنان، لیبیا، مراکش، مصر، وسطی ایشیا، مغربی کنارے (فلسطین / اسرائیل) اور غزا میں سیمینار کے انعقاد کے بعد ظہور پذیر ہونے والے واقعات کا جائزہ لیا ہے۔

جناب میک کرتی کہتے ہیں کہ آج جب بڑھتی ہوئی آزادی کے دور میں اسلام اپنا کردار متعین کر رہا ہے، تو یہ مغربی دُنیا، اسرائیل اور مشرقِ وسطی میں قیامِ امن کی کوششوں کے خلاف واضح موقف اختیار کرتے محسوس ہوتا ہے۔ سیمینار میں یہ مسئلہ بار بار اُبھر کر سامنے آیا کہ اسلام، چاہے اس کی کوئی شکل ہو، مخاصم (بنیاد پرست) یا معتدل، جمہوری اور سیکولر فکر کے خلاف اس کے ٹکراؤ سے تناؤ پیدا ہوا ہے۔

اس صورت حال کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ زیادہ تر ممالک میں اقتصادی اور سماجی حالت ازحد خراب ہے اور ماضی قریب میں لبرل رہنما اسے بہتر بنانے کے جو وعدے کرتے رہے ہیں، ان میں ناکام ہونے پر وہ اعتماد کھو بیٹھے ہیں۔ اب یہ تصور عام ہے کہ اقتصادی اور سماجی مسائل کے حل کا راستہ صرف "رجوع الی الاسلام" ہے۔

عالم اسلام (دارالاسلام) کے اندر تجدید و احیاء اور حالات کو جوں کا توں رکھنے کی حامی قوتوں کے درمیان مسلسل کشمکش ہے، تاہم اس سے قطع نظر کہ دارالاسلام کے اندر کیا ہو رہا ہے، اسلام کا نشانہ غیر مسلم (دارالحرب) اور بالخصوص مغربی دُنیا ہے۔